جھانجر
انجم
خوشی فتح ریحانی

ہر شاعری غور و فکر دی شاعری ہوندی اے۔
شاعر حیات و کائنات تے غور کردا اے تے ایس غور دے نتیجے وچوں جو کجھ پاوندا اے اوہ شاعری دے روپ وچ پیش کر دیندا اے۔ پر ایہہ گل نہیں بھُلنی چاہیدی کہ ہر غور و فکر اوس ویلے تیک شاعری نہیں بن سکدا جد تیک ایہہ شاعری دی روح دا حصہ نہیں بن جاندا۔ شاعری لفظاں دا کھیل نہیں کہ لفظاں نوں سوہنے طریقے نال ترتیب دے دتا جاوے تے شاعری بن جاوے۔ ایہہ گل نہیں ہوندی۔ شاعری دیاں پابندیاں نوکی جگہ ضروری نیں پر سبھ توں ودھ ضروری گل ایہہ وے کہ لفظ شاعر دی روح وچ ڈُب کے نکلن، روح دی پُکار بن کے نکلن تے روح دی گرمی، سوز، بے قراری تے روح دے سچے تے سُچے جذبیاں دی روشنیاں لے کے نکلن۔ اگر ایہہ نہیں تے لفظاں دی ساری خوبصورتی شاعری بنن توں محروم رہندی اے۔
میں جدوں خوشی محمد سکالی دے گیت پڑھے تے مینوں پتہ لگا کہ ایہہ گیت اک بڑے ای حساس، باشعور تے سچے شاعر دی روح دی پُکار نیں۔
سکالی نے اپنے سینے وچ دھڑکدا ہویا اک سچا دل پایا اے۔ ایس دل وچ سارے موسماں دے رنگ نیں، دھپ دی تپش اے تے رُتّی دیاں خوشبوآں نیں تے ایہہ سبھ کجھ ہوندی بڑی پیاری، بڑی ای خوبصورت شاعری وچ آگیا اے۔ کتاب دا ناں ای جھانجر اے۔ جھانجر وچ اپنی ای نغمگی، موسیقی تے غنائیت ہوندی اے۔ سکالی دے گیتاں وچ ایہو ای ترنم اے۔

خوشی فتح رحمانی

گیت

خوشی فتح ریحانی

فتح پبلی کیشنز لاہور

سرورق ——— مرتضیٰ انجم

ناشر ——— فرح پبلیکیشنز لاہور

مطبع ——— طیب اقبال پرنٹرز اکبری مارکیٹ

طبع اوّل ——— ۱۹۹۱ء

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— ۹۰ روپے

برائے رابطہ

مکتبہ نعمانیہ • ماسٹر بک ڈپو

۱۶۔ اردو بازار لاہور

ڈاکٹر رشید انور

اور

بشیر منذر
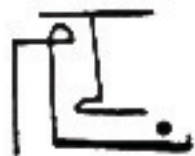
نام:	خوشی محمد اعجاز
قلمی نام:	خوشی فتح رحمانی
ولدیت:	میاں محمد رمضان
پیدائش:	یکم مارچ ۱۹۵۹ء
تعلیم:	ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) بی اے
موجودہ مصروفیت:	واپڈا لاہور
سکونت:	چک نمبر ۴۳۹ گ ب فتح رحمان تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

تخلیقات: (۱) جھانجر (گیت)

(۲) پنگھٹ (غزلیں، نظمیں، گیت) زیرِ ترتیب

ابتدائیہ

خوشی فتح ریحانی کا یہ مجموعہ کلام "جھانجر" اور بہت سی خوبیوں کے علاوہ اس وجہ سے بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس میں نہ صرف شاعر نے اُردو اور پنجابی دونوں زبانوں کے کلام کو یکجا کر دیا ہے بلکہ ایک بہت کم شائع ہونے والی صنفِ سخن یعنی گیت کو اس مجموعے کا موضوع بنایا ہے۔

خوشی فتح ریحانی نے اُردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں بڑے خوبصورت، نازک اور موسیقیت سے بھرپور گیت لکھے ہیں۔ گیت کی نزاکت کو قائم رکھتے ہوئے اس میں دنیا کی تلخیوں، تجربات اور بُوقلمونیوں کا ذکر کرنا کوئی ایسا آسان کام نہیں ہے وہ جو کسی کا مصرع ہے کہ:

تنگی کے قدِ بالا پر قبائے ساز تنگ

تو یہ تنگی صرف قبائے ساز تک ہی محدود نہیں ہے۔

خوشی فتح ریحانی کے پنجابی گیتوں میں خاص طور پر شاعر کی گہری نظر، خوبصورت آنکھ، تخلیقی انداز اور جزئیات نگاری میں مہارت کا احساس ہوتا ہے۔ اُس کا ذخیرۂ الفاظ محض کتابی نہیں ہے۔ آپ اُس کے گیتوں میں پنجاب کے دیہات کے اصل رنگوں کو

دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے موسم دکھ سکھ کے اظہار کے اجتماعی انداز اور فرد آشوب ان
گیتوں کی فضا بناتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان میں ایسے عصری حوالے بھی ملتے
ہیں جو شاعر کی ترقی پسندانہ، عوامی اور انسان دوست فکر کو ظاہر کرتے ہیں جیسے:

ظالم ظلم توں اُکدے ناہیں
ہڑ بنجو آس دے سکوے ناہیں

یا

دیس مرے دے ہالی
سن
او دیس مرے دے ہالی

پہلی تیری وتر آئی
تینوں حالے خبر نہ کائی
او کھوتیاں دے والی

سو یہ ایک نوجوان شاعر کی سوچوں اور خوابوں کا منظر نامہ ہے۔ رنگ بہت سے
ہیں لیکن ابھی ترتیب پانے کے عمل میں ہیں۔ یہ عمل تو وقت کے ساتھ ساتھ پورا ہوتا
رہے گا فی الحال رنگوں کی اس دھنک کو دیکھئے کہ یہ رنگ اپنی جگہ پر بھی بہت خوبصورت
اور توجہ طلب ہیں۔

امجد اسلام امجد

لاہور

خوشی فتح ریحانی جذبوں، ارادوں، اور خواہشوں سے بھرا ہوا نوجوان ہے۔ کم ایسے نوجوان ہوتے ہیں جو اپنے ان منہ زور خوابوں کو ذوق و شوق کی تعبیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ خوابوں سے پہلے تعبیروں کی تلاش آدمی کو بہت مُضطرب کرتی ہے۔ ریحانی بظاہر ٹھنڈا، ٹھہرا، خاموش اور شریف نوجوان ہے مگر اُس کے اندر کوئی آتش فشاں ہے جو ہر وقت اُسے کسی جولانی میں مُبتلا رکھتا ہے۔ اُس کے اندر کی شورشیں دوسروں کو نظر نہیں آتیں مگر جب میں نے اُس کی شاعری پڑھی تو میرے اِرد گرد جھکڑ چلنے لگے۔ اُس نے گیتوں کو خاص طور پر اپنے تخلیقی میدانوں کے لئے منتخب کیا ہے۔ گیت ترنم، تلاطم اور تبسم سے تشکیل پاتا ہے۔ ریحانی نے شاعری کی خوشبو کو قید کرنے کی کوشش کی ہے۔ خوشبو کبھی پوری طرح قید نہیں ہوتی۔ یہ اُس کی ہمت ہے کہ وہ خوشبو کو دلوں سے دلوں تک ایک ترتیب میں لانا چاہتا ہے۔ اُس کے اِس مجموعے سے مجھے ایک خاص طرح کی شادمانی ملی ہے۔

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی
گورنمنٹ کالج لاہور

خوشی فتح ریحانی بنیادی طور پر محبّت کا سچا اور کھرا شاعر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے اپنے محبّت بھرے جذبوں کے اظہار کا وسیلہ گیت ایسی صنفِ سخن کو بنایا ہے۔ ریحانی کی شناخت اُس کے خوبصورت گیت ہیں جو تازہ کاری اور محبّت کے اَبدی جذبوں کی مہک لئے ہوئے ہیں۔

گیتوں کی کلیاں ریحانی کے گلشنِ دل سے پھوٹتی ہیں اور کومل کومل لفظوں کے ذریعے چٹک چٹک کر محبّت بھرے دلوں کی آواز بن جاتی ہیں اور فضا میں جشنِ موسیقی بپا کرتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ریحانی کے گیتوں کی خوشبو ادب کے قارئین کو اپنی طرف مسلسل کھینچتی رہے گی۔

روحی کنجاہی

روزنامہ پاکستان لاہور

سخن ساگر کی بیرونی لہروں میں نت نئے تماشے ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کی سب سے توانا اور زریں صبح بہر حال غنائیت اور نغمگی کی سدا بہار تاثیر سے پُر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعری تجربے" چند مخصوص میزوں سے اُٹھتے ہوئے دھوئیں میں غائب ہو جاتے ہیں جبکہ کوئی گیت وجود میں آتا ہے تو آن کی آن میں کھیتوں کھلیانوں تک پھیل جاتا ہے اور پھر برسوں اس کی خوشبو فضاؤں میں بسی رہتی ہے۔

خوشی فتح رحمانی نے اُردو اور پنجابی میں ایسے گیت تخلیق کئے ہیں جنہیں ہوا کا جھونکا لے اُڑا تو پھر ایک مدت تک فضاؤں سے اُن کی مہک جانے کی نہیں۔ رحمانی کے گیتوں میں ملائمت، نغمگی، درد اور مٹھاس بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

"تجاذبہ" خوشی فتح رحمانی کا اولین شعری مجموعہ ہے یعنی بارش کا پہلا قطرہ جو اپنے بعد مسلسل رِم جھم کا پتہ دیتا ہے۔

اسلم کولسری
اُردو سائنس بورڈ
لاہور

گیت اور میں

اظہار اور ابلاغ کا مسئلہ روزِ اوّل ہی سے انسان کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ یعنی یہ انسان کی جبلّت کا اٹوٹ انگ ہے۔ جذبات کی فراوانی اور محسوسات اظہار کی قوتوں کو جلا بخشتے ہیں اور انھی سے تمام فنونِ لطیفہ از قسم موسیقی، سنگ تراشی، مصوری، خطاطی، شاعری اور فنِ تعمیر وغیرہ نے جنم لیا۔ یہ سب کچھ انسان کو بیٹھے بٹھائے میسر نہیں آ گیا تھا بلکہ اس کے لئے اُسے تلخیِ ایام اور کانٹے کوسوں کی مسافتوں کا مزا چکھنا پڑا تھا۔ دوسری طرف ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جذبات اور محسوسات ہمیشہ پھولوں سے ڈسنے والے کانٹوں ہی کی طرف سفر سے عبارت نہیں ہوتے بلکہ کبھی کبھی برستے ساون اور نکھرتی چاندنی سے بھی اصنافِ نظم و نثر میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں۔ صفحۂ قرطاس صرف انھی عرق ریزوں کو امر کرتا ہے جن میں فن کار کے جگر کا لہو جھلکتا ہو۔

میرے ہاں جذبات و محسوسات نے جو ہیئت اختیار کی وہ شاعری کی تھی اور شاعری میں جو جزو میرے ہاں نمو پذیر ہوا اُسے گیت کا نام دیا جاتا ہے۔ گیت از خود ادب میں ایک ایسی شاخ سے مشابہ ہے جو نوشگفتہ تو نہیں تاہم کومل ضرور ہے۔ یہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اُٹھنے والی اُس رَو کا اظہاری پیکر ہے جس نے حوا اور آدم کی محبتوں کو "میں تمہیں کبھی

لگتی ہوں "......" تم میرے گیت کی مالا کی طرح اچھی لگتی ہو" کے الفاظ کے ساتھ اجاگر کیا تھا اور جس نے بانسری کی لے پر لاکھوں کروڑوں دلوں کو رجھایا ہے۔ کہتے ہیں کہ گیت گت سے آگے چلا۔ گت ایک ہندی لفظ ہے جو سُر، تال اور رقص تک کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ لفظ آج بھی موسیقی اور رقص کی ایک صنف یا یوں کہیئے کہ ان دونوں کے لئے لازمے کے طور پر زندہ ہے۔ یہی گت جب دکھ، سکھ، رنج و محن، ہنسنے رونے اور تازیانے سے لے کر شادیانے تک کی تمام کیفیتوں کو اپنے دامن میں سمونے کے قابل ہوئی تو گیت صورت پذیر ہوا۔ ارسطو نے مسیح علیہ السلام سے قبل موسیقی اور تحریری ادب کو ایک ہی صنف کے طور پر لیا تھا۔ یہ تعلق شاید صدیاں گزرنے کے بعد بھی گت اور گیت کو برقرار رکھتے ہوئے ہے۔ آج بھی طبلے کی تھاپ اور گت کے بول ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ گیت جہاں ایک کومل صنفِ سخن ہے جو دلوں کے گداز اور رُوح کے کرب سے جنم لیتی ہے وہاں رزم و بزم، کنج و محل کوئی جا ایسی نہیں جہاں گیت اپنی تمام تر رعنائیوں اور دل کشی کے ساتھ رنگ نہیں جماتا۔ یوں گیت کہنے، گانے اور سننے کی روایت ہزاروں برس پر محیط ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ گیت نے صدیوں کا سفر طے کیا مگر اپنی منفرد حیثیت بہر حال برقرار رکھی۔ کبھی یہ محض المیہ رہا، کبھی اس نے رزمیہ موضوعات اپنائے، کبھی یہ لوک گیت کہلایا اور کبھی رنگِ طرب اس میں دھنک اُٹھا۔ یہی گیت میرے اظہار کا وسیلہ بنا۔

فطرت رنگ و آہنگ کا وہ مجموعہ ہے جس کی ساری پرتیں تہی ہوئی ہیں اور یہ صحرا و گلستاں کے حصے میں آتی ہے۔ صحرا و گلستاں مرغزار بھی ہو سکتا ہے اور بے آب و گیاہ بھی۔ میں نے جس "بار" میں آنکھ کھولی اُسے بار کہلاتے ایک زمانہ بیت چکا تھا اب وہاں ہریالی تھی، سبزہ تھا اور وہ بار اب چمنستان کہلانے لگی تھی۔ وہاں کیکر بھی پھولتی تھی اور سرسوں بھی۔ کنیر کے پھول بھی جلوہ افروز ہوتے تھے اور کپاس بھی مسکاتی تھی۔ میلوں تک دھریکوں کی خوشبو بھی تھی اور آمیوں کے بور کی مہک بھی۔ چنبیلی کی بُو باس بھی تھی اور کنول کی سج دھج بھی۔ بڑ اور شہتوت کی ٹھنڈی چھاؤں تلے محفلیں بھی جمتی تھیں اور پیپلوں پہ سکھیاں جھولے بھی جھولتی تھیں۔ داکھوں اور انگوروں کی شیرینی بھی تھی اور گنے کا رس بھی۔ باغوں میں کوئلیں بھی کوکتی تھیں اور پپیہے بھی پیہو پیہو کا راگ الاپتے تھے۔ گھریلوں کی بُو بو بھی تھی اور ڈھولکے، مُرلی اور تنور کی مسحور کُن آوازیں بھی۔ چھیل چھبیلے نوجوان ڈھولے، ماہیے، ٹپے

اور جگنی کے ساتھ بھنگڑا ڈال کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے اور گاؤں کی البڑ مٹیاریں گِدھا، سَمّی اور جھمر سے اپنا مَن پرچاتی تھیں۔ جہاں میری نمود سے پہلے ہی یہ سب کچھ وجود میں آچکا تھا وہاں میری گھٹی میں شامل ہونے والی وہ روایت بھی تھی جو اس بار کے چمنستان بننے سے قبل مستحکم ہو چکی تھی۔ یوں میں نے اپنے ماحول سے "بار" اور "چمنستان" دونوں کی بُوباس اپنی رگوں میں اُترتی محسوس کی۔ یہی بُوباس میرے جگر کا لہو بن کر میرے گیتوں میں رچ بس گئی ہے۔ یہی خوشبو "جھانجر" میں اُتر کر (کہ موسیقی اور گیت یک جان دو قالب ہی تو ہیں) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء

اُردو گیت

گیت سلونے گا رے پنچھی

گیت سلونے گا

جی مورا بہلا

پریتم مورے دُور سدھارے

ٹوٹ گئے جیون کے سہارے

ٹوٹی آس بندھا

گیت سلونے گا رے پنچھی

گیت سلونے گا

جی مورا بہلا

رِم جھِم رِم جھِم برکھا برسے
پریت کو مورا منوا ترسے!
جھُومے مَست ہوا
گیت سلونے گا رے پنچھی
گیت سلونے گا
جی مورا بہلا

پَل پَل پی کی یاد ستائے
پی بن دِل کو چین نہ آئے
پی کو ڈھونڈ کے لا
گیت سلونے گا رے پنچھی
گیت سلونے گا
جی مورا بہلا

آجاؤ تم آجاؤ

بیت نہ جائے رات کہیں تم دل میں پیار بسا جاؤ

آجاؤ تم آجاؤ

لگتا ہے اب مل نہ سکیں گے

پھول خوشی کے کھل نہ سکیں گے

ملنے کا ہے ایک ہی رستہ خوابوں کو مہکا جاؤ

آجاؤ تم آجاؤ

دل میں پیار بسا جاؤ

آہٹ بن کر، سایہ بن کر
یادوں کا سرمایہ بن کر!
ذہن کے گوشے میں تُم اپنا آپ رچا جاؤ
آجاؤ تُم آجاؤ!
دِل میں پیار لبا جاؤ

آس کے تارے ڈُوبتے جائیں
خواب ہمارے ڈُوب نہ جائیں
گھونگھٹ کے پَٹ کھول کے جاناں چاند سا مکھ دِکھلا جاؤ
آجاؤ تُم آجاؤ
دِل میں پیار لبا جاؤ

آ

ندی کنارے گھومیں

سجنی

جی بہلائیں

گھوم گھوم کے، جھوم جھوم کے

مست ہوا کو چوم چوم کے

من کی پیاس بجھائیں

سجنی

جی بہلائیں

پیار کی میٹھی بولی بولیں
اِک دوجے کے دُکھ سُکھ پھولیں
پریت کی ریت نبھائیں
سجنی
جی بہلائیں

جیون بھر کے ساجھی بن کر
اِک نیّا کے مانجھی بن کر!
کشتی پار لگائیں
سجنی
جی بہلائیں

ساون کے دن آئے ۔ سکھی ری ۔ ساون کے دن آئے

دُور کسی امبوا پر بیٹھی کوئل ــــــ شور مچائے

ساون کے دن آئے

کارے بادل جھوم کے آئے　　ساون کا منہ چوم کے آئے

مست پون لہرائے

ساون کے دن آئے

سکھی ری

ساون کے دن آئے

کالے بادل چھم چھم برسے　　پریت کے رسیا نکلے گھر سے

پریم کے جال اُٹھائے

ساون کے دِن آئے

سکھی ری

ساون کے دِن آئے

آری سکھی ہم جھُولا جھُولیں　　گیت خوشی کے گا کر گھُولیں

رُت یہ بیت نہ جائے

ساون کے دِن آئے

سکھی ری

ساون کے دن آئے

تیرا میرا ساتھ ہے

تاروں بھری رات ہے

چندا کی چاندنی ہے

تاروں میں دلکشی ہے

ہاتھوں میں یہ ہاتھ ہے

تیرا میرا ساتھ ہے

تاروں بھری رات ہے

پیار بھرے گاؤں میں

پیپلوں کی چھاؤں میں

کیسی ملاقات ہے

تیرا میرا ساتھ ہے

تاروں بھری رات ہے

تیرا میرا ساتھ ہے

دھیرے دھیرے رات ڈھلے

کیسی پیاری بات ہے

تیرا میرا ساتھ ہے

تاروں بھری رات ہے

تُجھ سے مِل کر جیا مُسکرانے لگا
مُسکرانے لگا، گیت گانے لگا

تیرے چہرے پہ دیکھا دفاؤں کا رنگ
تیرے ہاتھوں پہ بکھرا حناؤں کا رنگ
رنگتوں کا چمن لہلہانے لگا
تُجھ سے مِل کر جیا مُسکرانے لگا

تیرے بالوں کی خوشبو ہے بوئے چمن
تیرے سانسوں کی خوشبو ہے مُشکِ ختن
خوشبوؤں کا نشہ گدگدانے لگا
تُجھ سے مِل کر جیا مُسکرانے لگا

پھُول، کلیوں کی مانند تیرا بدن
چھُونا چاہے جسے میرا دیوانہ پن
یہ جنوں بھی نئے گُل کھلانے لگا
تُجھ سے مِل کر جیا مُسکرانے لگا

من میں ناچے مور خوشی کا

من میں ناچے مور

باغ باغ میں غنچے مہکیں

پیڑ پیڑ پر پنچھی چہکیں

خوشیاں ہیں ہر اور

من میں ناچے مور خوشی کا

من میں ناچے مور

دِل میں لے کر نئی اُمنگیں
سنگ ہوا کے اُڑیں پتنگیں
ٹُوٹ نہ جائے ڈور
من میں ناچے مور خوشی کا
من میں ناچے مور

نیل گگن پر مست گھٹائیں
ٹھنڈی ٹھنڈی چلیں ہوائیں
میٹھی میٹھی لور
من میں ناچے مور خوشی کا
من میں ناچے مور

بادل

چھم چھم برسے
بادل

بادل برسے ایک حسینہ
نکلی گھر سے

سُرمئی اوڑھ کے آنچل
بادل ۔ چھم چھم برسے ۔ بادل

شوخ ہوائیں   سُرخ لبوں کو
چُھو کر جائیں
چھلکے لبوں کی چھاگل
بادل ۔ چھم چھم برسے ۔ بادل

رُت متوالی   دیکھ کے مکھ پر
پیار کی لالی
منوا ہو گیا ۔ پاگل
بادل ۔ چھم چھم برسے ۔ بادل

کہنا تھا جو کہہ بھی لیا اب کیا کہنا

سیکھ لیا حالات سے ہم نے چپ رہنا

قسمت پھوٹی، آشا ٹوٹی، تم روٹھے

خواب جو ہم نے دیکھے نکلے سب جھوٹے

آج مقدّر میں ہے اشکوں کا بہنا

کہنا تھا جو کہہ بھی لیا اب کیا کہنا

تُم نے پریت نبھانے کا اقرار کیا
ہنستے بستے جیون کو بے کار کیا
جان کے تُم نے پیار کا کنگن کیوں پہنا
کہنا تھا جو کہہ بھی لیا اَب کیا کہنا

لوگ کہیں آوارہ ہم کو آوارہ
دل اپنا مجبور ہے کتنا بے چارہ !
پگ پگ ٹھوکر کھاتا، سو سو دُکھ سہنا
کہنا تھا جو کہہ بھی لیا اَب کیا کہنا
سیکھ لیا حالات سے ہم نے چُپ رہنا

اے چاند گھٹا سے باہر آ
توری دید کو اکھیاں ترس گئیاں

کیوں اپنا آپ چھپاتا ہے
کیوں دل کو روگ لگاتا ہے
کبھی سامنے آ کے رُوپ دکھا
اے چاند گھٹا سے باہر آ
توری دید کو اکھیاں ترس گئیاں

کبھی سامنے آکے رُوپ دکھا

اے جانِ حیا، اے جانِ وفا

اے جانِ وفا آنکھوں میں سما

اے چاند گھٹا سے باہر آ

توری دید کو اکھیاں ترس گیّاں

اے جانِ وفا آنکھوں میں سما

آنکھوں میں سما کے پریت بڑھا

اور پریت کے میٹھے گیت سُنا

اے چاند گھٹا سے باہر آ

توری دید کو اکھیاں ترس گیّاں

رو رو کے شبِ ہجر میں فریاد کرو گے
تم بھول گئے ہو تو کبھی یاد کرو گے

ہم نام تمہارا اے صنم بھولے نہیں ہیں
ہر آن محبّت کی قسم بھولے نہیں ہیں

ناشاد کیا ہے، کبھی دل شاد کرو گے
تم بھول گئے ہو تو کبھی یاد کرو گے

سب رشتے گلستان سے کیوں توڑ چلے ہو
خوشبو کی طرح پھول سے منہ موڑ چلے ہو
گلشن کو اُجاڑ اب ہے تو آباد کرو گے
تُم بھول گئے ہو تو کبھی یاد کرو گے

کیوں ہم پہ ستم توڑ کے اَب رونے لگے ہو
دُکھ درد بھرے دِل میں خوشی بونے لگے ہو
کیا اور ستم ہم پہ اے جلّاد کرو گے
تُم بھول گئے ہو تو کبھی یاد کرو گے

ہری ہری رُت ساون کی
پی پی پپیہا بولے رے

موسم کے سَرسَبز نظارے
پھول کھلے ہیں پیارے پیارے
آس کا پنچھی چہک چہک کر
کانوں میں رَس گھولے رے

ہری ہری رُت ساون کی
پی پی پپیہا بولے رے

پھر سے دھنک رنگوں کی لہریں
سپنے بن کر آنکھ میں ٹھہریں
دیکھ کے شوخی مست ہوا کی

جیارا مورا ڈولے رے

ہری ہری رُت ساون کی

پی پی پپیہا بولے رے

چھائی ہیں گھنگور گھٹائیں
جھُوم جھُوم کر چلیں ہوائیں
ساون کا مہینہ موج میں آ کے

راگ ملہار میں بولے رے

ہری ہری رُت ساون کی

پی پی پپیہا بولے رے

رنگ یہ کتنے پیارے ہیں
قوسِ قزح کی کوکھ سے پھوٹے —— خوشبوؤں کے دھارے ہیں
رنگ یہ کتنے پیارے ہیں

رنگوں کی ست رنگی ڈور
پھیل گئی ہے چاروں اور
اِس کا نظارہ کرنے والا —— ایک نہیں ہم سارے ہیں
رنگ یہ کتنے پیارے ہیں

دیکھنے میں اک کھیل ہے یہ
سات سُروں کا میل ہے یہ
سا رے گا ما پا دھا نی سا —— موسیقی کے دھارے ہیں
رنگ یہ کتنے پیارے ہیں

رُت رنگیلی پیار بھری
کتنی سُہانی، کتنی بھلی
کتنا حسیں ہے رُوپ گگن کا —— کتنے بھلے نظّارے ہیں
رنگ یہ کتنے پیارے ہیں

آنکھ کا بادل چھم چھم برسے یاد پیا کی آئے رے
یاد پیا کی آئے رے اور من کو خوب رُلائے رے

گلشن کی سرمست ہوائیں
گزرے موسم یاد دلائیں
دیپک راگ میں من کا پنچھی گیت برہا کے گائے رے
آنکھ کا بادل چھم چھم برسے یاد پیا کی آئے رے

پی بن دِل کو چین نہ آئے
مایوسی کے بادل چھائے
دن تو جُوں تُوں کٹ ہی جائے رات بڑی تڑپائے رے
آنکھ کا بادل چھم چھم برسے یاد پیا کی آئے رے

پی کے دُکھوں کو پال رہی ہوں
جیون کے دِن ٹال رہی ہوں
روگ وفا کا دیمک بن کر جیا موری کو کھائے رے
آنکھ کا بادل چھم چھم برسے یاد پیا کی آئے رے

آنکھوں میں کجرا لگانا کیسی بات ہے

باہوں میں کنگنا سجانا کیسی بات ہے

آنکھوں میں کجرا لگا کے

باہوں میں کنگنا سجا کے

ماتھے پہ بندیا جگانا کیسی بات ہے

ماتھے پہ بندیا جگا کے
ہونٹوں پہ سُرخی لگا کے
آنچل کو منہ میں دبانا کیسی بات ہے
آنچل کو منہ میں دبا کے
مُسکا کے پلکیں جھکا کے
چُپکے سے دِل میں سمانا کیسی بات ہے

آنکھوں آنکھوں میں کر کے اشارہ
بن گئے ہو مرا تم سہارا

اب ملے ہو تو واپس نہ جانا
کہہ رہی ہے فضا عاشقانہ
کتنا دلکش سہانا ہے موسم
مل سکے گا نہ ہم کو دوبارہ

تم نگاہیں بدل کر نہ جاؤ
آؤ آؤ مرے پاس آؤ
دے دیا ہے تمہیں دل کا تحفہ
کرلو کرلو اسے تم گوارا

تم مرے ہو مری زندگی ہو !
بن تمہارے مجھے کیا خوشی ہو
چھوڑ کر تم کہاں جارہے ہو
بن تمہارے نہیں ہے گذارا

تُجھ سے بچھڑ کر چھیڑا میں نے
ساز الم پر دیپک راگ

تُو کیا سمجھے تُو کیا جانے
کیسے جلتے ہیں پروانے
کیسے رِم جھم نیناں برسیں   کیسے لاگے دِل میں آگ
تجھ سے بچھڑ کر چھیڑا میں نے   سازِ الم پہ دیپک راگ

تُو کیا جانے عشق کی گرمی!
تُو کیا جانے پیار کی نرمی
تُو کیا جانے جانِ تمنّا! کیسے کاٹے ہجر کا ناگ
تجھ سے بچھڑ کر چھیڑا میں نے سازِ الم پر دیپک راگ

تُو کیا جانے پریت نبھانا
تُو تو آج ہوا بے گانہ
تُو نے رشتہ توڑ لیا ہے میں نے سادھ لیا بیراگ
تجھ سے بچھڑ کر چھیڑا میں نے سازِ الم پر دیپک راگ

کیسے سناؤں گیت رے پنچھی
کیسے سناؤں گیت

کوئی نہیں جو دِل کی جانے
ٹوٹ گئے ہیں خواب سہانے
سسک رہی ہے چاہت میری
رُوٹھا من کا میت
کیسے سناؤں گیت

ٹوٹ گئی ہے آس کی مالا
چاروں اور ہے غم کا ہالا
دیکھ لیا ہے نین ملا کر
جھوٹی جگ کی پریت
کیسے سناؤں گیت

گیت خوشی کے گا کر دیکھے
پیار کے دیپ جلا کر دیکھے
اندھیارا ہی اندھیارا ہے
اُجلے دن گئے بیت
کیسے سناؤں گیت

جنہیں زندگی سمجھ کر کئی زخم ہم نے کھائے
ہمیں چھوڑ کر اکیلا ہوئے آج وہ پرائے

لو شہرِ وفا ہم چھوڑ چلے

وہ دُور ہوئے، مجبور ہوئے
کسی اور نظر کا نور ہوئے
وہ پریت پرانی بھول گئے
ہم آس کی ڈوری توڑ چلے
لو شہرِ وفا ہم چھوڑ چلے

وہ شاد رہیں، آباد رہیں
بے شک نہ اُنہیں ہم یاد رہیں
وہ موسمِ گُل کی سیر کریں
ہم رشتہ خزاں سے جوڑ چلے
لو شہرِ وفا ہم چھوڑ چلے

سب آس کے دَرپن چُور ہوئے
ہم پیت نگر سے دُور ہوئے
بے درد زمانے خوش ہو لے
ہم دُنیا سے منہ موڑ چلے
لو شہرِ وفا ہم چھوڑ چلے

ہم برباد ہوئے تو کیا ہے ساجن تُو آباد رہے
نام ہمارا یاد نہیں تو پیار ہمارا یاد رہے

ہاتھ میں تیشہ لے کر ہم نے خوب لگن سے کام کیا
دودھ کی نہر بہا لائے اور اپنا کام تمام کیا
اِتنی محنت کر کے بھی ہم دنیا میں ناشاد رہے
ہم برباد ہوئے تو کیا ہے ساجن تُو آباد رہے

تُجھ کو کھو کر تنہائی میں گیت برہا کے گائے ہیں
یاد پُرانی جب بھی آئی ہم نے اشک بہائے ہیں
غم نے ہم کو قید کیا ہے لیکن تُو آزاد رہے
ہم برباد ہوئے تو کیا ہے ساجن تُو آباد رہے

تُو خوشیوں کے راگ الاپے ہم پر غم کے سائے ہیں
سوچ رہے ہیں چلتے چلتے کس نگری میں آئے ہیں
کوئی بھی ہو موسم، اپنے ہونٹوں پر فریاد رہے
ہم برباد ہوئے تو کیا ہے ساجن تُو آباد رہے

پاؤں میں جھانجھر چھن چھن چھنکے
ہاتھ میں چوڑا کھنکے

تتلی بن کر اُڑتی جاؤں
سو رنگوں کے ناز دکھاؤں
جو آئے سو من بہلائے
پیش رہوں بن ٹھن کے

پاؤں میں جھانجھر چھن چھن چھنکے
ہاتھ میں چوڑا کھنکے

لوبھ کا مارا جو بھی آئے
سانپ بنے اور ڈس ڈس جائے
کوئی بھی فریاد سُنے نہ
میرا دردی بن کے

پاؤں میں جھانجھر چھن چھن چھنکے
ہاتھ میں چوڑا کھنکے

مجبوری کے جال میں پھنس کر
دیکھ لیا ہے میں نے ہنس کر
آشا کے دن بیت گئے ہیں
ٹوٹے سپنے من کے

پاؤں میں جھانجھر چھن چھن چھنکے
ہاتھ میں چوڑا کھنکے

محبّت کا آیا زمانہ
بہاروں کا موسم فضا عاشقانہ

محبّت کا آیا زمانہ

ذرا اپنے چہرے سے آنچل ہٹاؤ
مری جان آنکھوں سے آنکھیں ملاؤ
ذرا دیکھو کتنا ہے موسم سُہانا

محبّت کا آیا زمانہ

تُم اِتنی حسیں ہو کہ ہو ماہِ کامل
تمہی روحِ تسکیں، تمہی جانِ محفل
غضب ڈھا رہی ہے ادا دلبرانہ!

محبّت کا آیا زمانہ

تمہیں دیکھ کر لڑکھڑاتا رہوں گا
تمہیں پاس اپنے بُلاتا رہوں گا
تمہیں ہو مری حسرتوں کا بہانہ

محبّت کا آیا زمانہ

ماہیا

مرد : دو شعر غزل کے ہیں
ہونٹ ترے ایسے ہیں جیسے پھول کنول کے ہیں

عورت : پھولوں کا موسم ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی پون چلے جھولوں کا موسم ہے

مرد : باہوں میں آ بھی جا

آنکھوں کے رَستے سے اَب دِل میں سما بھی جا

عورت: پھولوں کی کیاری ہے

تیری میری پریت سجن سارے جگ سے نیاری ہے

مرد : کوئل کی کُو کُو ہے

سانسوں میں بس جو گئی تیری زُلف کی خوشبو ہے

عورت : قُمری کی ہُو ہُو ہے

او مورے سانوریا! تیرا ذکر تو ہر سُو ہے

پنجابی گیت

نہ پِپلاں نوں گوہلاں لگیاں نہ اَمبیاں نوں بور
جِس دِن دا تُوں ہوگئیوں چَنّاں اکھیاں کولوں دور

نہ سَر ہیوں دے پُھل کِھڑے نہ کھیت سنہرے ہوئے
نہ ٹُلیاراں مِٹھے مِٹھے گیت پیار دے چھوئے
نہ مَستی وِچ ٹپّے گادِن طوطے، مرغ، تِلور

نہ بھنگڑے نہ جھمر پیندے نہ اوہ میلے ٹھیلے
نہ جگنی نہ ڈھولے ماہیے نہ ونجھلی نہ بیلے
نہ مجھیاں دے چھیڑ ڈِٹھے نہ بیلے دی حور

نہ اوہ ندی کنارے نیں نہ تہر دی ٹھنڈی تھال اے
نہ اوہ رکھ دھریکاں دے نہ بوہڑ دی گوہڑی چھاں اے
نہ ویلاں نوں داکھاں لگیاں نہ پکے انگور

نہ اوہ چھیل چھبیلیاں رُتاں نہ اوہ شوخ نظارے
نہ سدھراں دی پینگھ خوشی توں دلوے مست ہلارے
نہ اوہ اگلیاں گلاں رہیاں ہو گئے آں مجبور

تینوں بھُل گئے نیں قول تے قرار

نی یاد سانوں آوّن والئے

اسیں جتی ہوئی بازی گئے آں ہار

نی یاد سانوں آوّن والئے

تیری یاد وچ دِل ہوکے بھر دا
دین کر دا

دُکھ تیریاں وچھوڑیاں دے جر دا

سُن ٹُٹے ہوئے دِل دی پکار

نی یاد سانوں آوّن والئے

تیری یاد وچ اکھّاں نت روندیاں   نہیں سوندیاں
کھوہ پریم والے اَدھی راتیں جوندیاں
ویکھ گل پا کے ہنجواں دے ہار
نی یاد سانوں آون والیے

تیری یاد وچ دل ساڈا رُلیا   اَیویں بھُلیا
بھیت پیار والا جگ اُتے کھُلیا
ہاڑا رب دا ای لئیں ساڈی سار
نی یاد سانوں آون والیے

کورس

باگاں دے وچ آئی بہار
آوَ نی سکھیو کریئے پیار

چُپ دی اگ وچ سڑ نہ اڑیو
پیار کرن توں ڈرو نہ اڑیو
آوَ نی کریئے قول قرار

باگاں دے وچ آئی بہار
آوَ نی سکھیو کریئے پیار

آؤ نی سکھیو گھڑا وجائیے
رکھّا پائیے، سمّی گائیے
گیت سنائیے وار دوار

باگاں دے وچ آئی بہار
آؤ نی سکھیو کریئے پیار

آؤ نی سکھیو سیر نوں جائیے
باگاں دے وچ پینگھاں پائیے
پھُلّاں دے گل پائیے ہار

باگاں دے وچ آئی بہار
آؤ نی سکھیو کریئے پیار

ریشمی دوپٹہ تیرا اُڈ اُڈ جاندا نی
لگدا اے اِنج جویں کسے نوں بلاندا نی

مُکھ نوں لکانی ایں تے نالے شرمانی ایں
دِل والے بھیت توں نہیں پڑدا ہٹانی ایں
آویں نہ توں سنگ تیرا دِل پیا چاہندا نی
ریشمی دوپٹہ تیرا اُڈ اُڈ جاندا نی

نی توں کیہڑی گلّے مکھ ساتھوں موڑ کے
ٹُر چلی ایں محبّتاں نوں توڑ کے
پہلاں پیار دے ترانے کاہنوں گاوندی سیں
اِک ہون دے بھلیکھے کاہنوں پاوندی سیں
ہن سوچتی ایں چُنّی نوں مروڑ کے

جدوں پیار دیاں چُوڑیاں توں پائیاں سَی
سارے پنڈ وِچ مچیاں ـــ دہائیاں سَی
ہُن بھُل گئی ایں چُوڑیاں تروڑ کے

جے توں بھُلنا سی پیار کاہنوں پایا سِیہی
جھوٹھا جگ تے کھلار کاہنوں پایا سِیہی
سانوں عمراں دے روگ توں چھوڑ کے

ساڈا اَزلاں دا پیار بھُل گئی ایں
سَبھے قول تے قرار بھُل گئی ایں
بیڑی پیار دی چنہاں دے وِچ روہڑ کے

ساڈی زندگی نوں روگ کیہا لایا ای
سُکھ لُٹ کے دُکھاں دے وَس پایا ای
کیہہ لَبّھا ای زمانے توں وچھوڑ کے

نیڑے نیڑے آوے اڑیا
نیڑے نیڑے آ

نیناں دے نال نین ملاوے
نیویں پا کے نہ ترساوے
دِل دی پیاس بجھاوے اڑیا
نیڑے نیڑے آ

موہنہ توں چُپ دے جندرے لاہ دے
پیار دے مِٹھڑے بول سنا دے
اَیویں نہ شرما وے اڑیا
نیڑے نیڑے آ

دِل وچ پیار دی جوت جگا کے
کیوں ٹُر چلیا ایں مُکھ پرتا کے
پیار دا دل سکھا وے اڑیا
نیڑے نیڑے آ

لُٹ لے موج بہار نی کُڑیئے
لُٹ لے موج بہار
بُھل کِھڑے نیں دن سُوتے
رُتّی ایں توں بنتے بنئے
کر کے ہار شنگھار
لُٹ لے موج بہار
ڈھلکاں مارے مست جوانی
بھدی اے کوئی ہان دا ہانی
کر لے قول قرار
لُٹ لے موج بہار
آجا رل کے پینگھاں پائیے
پینگھاں پا کے پیار ودھائیے
کھیڈن دے دن چار
لُٹ لے موج بہار

چن چڑھیا بھاگاں بھریا

سکھیو عید مبارک

چن نے اپنا رُوپ وکھایا
خوشیاں ہس ہس جھمر پایا
دل سُکیا، ہویا ہریا

سکھیو عید مبارک

چن دی ہوئی مکھ وکھالی
لوکاں رل مل ماری تالی
اساں ونڈیا پُچھیا سریا

سکھیو عید مبارک

چن دیاں ٹھنڈیاں ٹھنڈیاں لوواں
کھنڈیاں ہر پاسے خوشبوواں
میٹھا پیار خلوص دا ورھیا

سکھیو عید مبارک

دیس مرے دے ہالی

سُن

او دیس مرے دے ہالی

پیلی تیری وتّر آئی

تینوں حالے خبر نہ کائی

او کھیتاں دے والی

اُٹھ پتو تینوں رب سمجھائے

پیلی تیری سُک نہ جائے

موڈھے رکھ پنجالی

جوش تے جذبہ ہاری بیٹھوں

ہمتوں ہو کے عاری بیٹھوں

بھُل گیؤں ساری کاہلی

اَکھ مار کے بلائے مینوں کول

نی چوڑا چھنکاوَن والئے

اَیویں بن کے وکھا نہ اَنبھول

نی چوڑا چھنکاوَن والئے

کوٹھے چڑھ کے بنیرے تے کھلونی ایں

اَیویں گھڑی مُڑی تنگ پئی ہونی ایں

موتھوں بولنی ایں تکھے تکھے بول

نی چوڑا چھنکاوَن والئے

تیرے مُکھڑے تے اَنتاں دی لالی اے

تیری اَلھڑ جوانی متوالی اے

نین تِکھے نیں تے چہرہ گول مول

نی چوڑا چھنکاوَن والئے

تیری اکھ جیہا کِتے وی خمار نہیں

تیری دید بناں دِل نوں قرار نہیں

میری آس نوں نہ پیراں وِچ رول

نی چُوڑا چھنکاؤن والئے

کدی لگنی ایں ہیر توُں سیال دی

کدی جاپنی ایں سوہنی مہینوال دی

ٹِھل گھڑے تے مَنا کے اج ڈھول

نی چُوڑا چھنکاؤن والئے

جے توُں صاحباں ایں تے چل میرے نال نی

سوچاں سوچیاں ویلے توُں نہ ٹال نی

میتوں پیار دالی تکڑی چ تول

نی چُوڑا چھنکاؤن والئے

تینوں بھُلیاں تریکاں
بیٹھی راہ چ اڈیکاں

بیٹھی راہ چ اڈیکاں میرے ہانیا
او دل جانیا

تیری راہ دے وچ بہہ کے
دُکھ سینے اُتے سہہ کے
کسے کندھ اوہلے چھپ کے
تیرا ناں میں الیکاں

تیرا ناں میں الیکاں میرے ہانیا
او دل جانیا

میرے پیار نوں بھُلا کے
کتھے بہہ گیوں جا کے
سارے جگ نوں سُنا کے
طعنے مارے شریکاں

طعنے مارے شریکاں میرے ہانیا
او دل جانیا

میرا دِل پیا رووے
خون سدھراں دا چووے
تینوں کجھ وی نہ ہووے
ہائیں بن گیاں چیکاں

ہائیں بن گیاں چیکاں میرے ہانیا
او دِل جانیا

تینوں بھُلیاں تریکاں
بیٹھی راہ چ اڈیکاں

بیٹھی راہ چ اڈیکاں میرے ہانیا
او دِل جانیا

ظالم ظلم توں اکدے ناہیں
ہڑ ہنجواں دے سکدے ناہیں

تیر جفا دے سینے وجدے
لہو دی پیون پر نہیں رجدے
دل دے تیڑے ڈھکدے ناہیں
ظالم ظلم توں اکدے ناہیں
ہڑ ہنجواں دے سکدے ناہیں

اسیں بھلا کیہہ سوکھے ہندے
یار دی ڈاہڈے دکھے ہندے
بھار غماں دا چکدے ناہیں
ظالم ظلم توں اکدے ناہیں
ہڑ ہنجواں دے سکدے ناہیں

دین دلا توں کیوں کرنا ایں
ہوکے اکویں کیوں بھرنا ایں
ردیاں غم تے مکدے ناہیں
ظالم ظلم توں اکدے ناہیں
ہڑ ہنجواں دے سکدے ناہیں

سخر دوپہر چنّا ! اُتّوں چلّے لو دے
زُلفاں دی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاویں آ کھلو دے

ہاڑ دا مہینہ اے تے میلا ٹھاٹھاں ماردا
دل ساڈا اجلا ہو کے تینوں واجاں ماردا
دُور دُور رہویں کاہنوں نیڑے نیڑے ہو دے

مُتھے تے نہ گھوری پا کے تک ساڈے ول وے
سوہنیا! توُں نیڑے ہو کے سُن ساڈی گل وے
ہسدیاں نال بیبا اَیویں تے نہ رو دے

یاد کر آپ ماہی کیتا سانوں پیار سی
مُندری مُحبتاں دی دِتّی نگدار سی
پیار دا مُبلا داد ے کیکے بو ہے تے نہ ڈھو دے

او ہرجائیا ، او بیدردا
بھُل گیوں کاہنوں رستہ گھر دا

کیہہ تیرے تے جادو چلّے
لاہ دِتّے نی پیار دے چھلّے
ریجھاں ٹکیاں، آساں ٹُٹّیاں
ہُن تے کجھ وی رہیا نہیں پلّے
اکھ روندی، دِل ہَوکے بھردا

خُوشیاں والے بجھ گئے تارے
غم دا سُورج لاٹاں مارے
وگدے ہنجو کوئی نہ روکے
بَلدا سینہ کوئی نہ ٹھارے
اپنے دُکھ دِل آپے جر دا

پیار دے محل مُنارے ڈھا کے
کیہہ لبھیا ای چنتا لا کے
اَندر ویہڑا کھان نوں پیندا
دُکھیا کر گئیوں مُکھ پرتا کے

وات نہ پُچھّی او ہمدردا

کوئل وانگوں پئی کرلاواں
یاد تری وچ بھرنی آں ہاواں
توں نہ آویں کریں بکھیڑے
دَس اُڈیا ہُن کِدھر جاواں

بجلی لِشکے، مینہہ پیا ورھدا

تیری سنگت ساتھ جے رہندی
تاں میں سبھنا دُکھ وی سہندی
توں جے ہلاّ شیری دیندوں
دُنیا دے نال ٹکر لیندی

پیار اپنا فِر کدی نہ مردا

دیکھ کدے توں پھیرا پا کے
بیٹھی آں دُکھ درد چھپا کے
سوچاں دے وچ ڈُبی رہندی
روندی آں کوئی چیز گوا کے

اَیویں نہیں دِل ہاڑے کردا

سونہہ تینوں رب دی توں لارا دینا چھڈ دے
جھوٹھا ایویں پیار دا ہنگارا دینا چھڈ دے

پیار دی خیرات ساڈی جھولی کاہنوں پائی سی
دل نہیں ملانا سی تے اکھ کیوں ملائی سی
دُور دل دُور دل رُوپ دا نظارا دینا چھڈ دے

تیرے پچھے جگ دے نظارے اساں چھڈے نیں
اپنے پرائے چنّا سارے اساں چھڈے نیں
غیراں نوں توں پیار دا اشارا دینا چھڈ دے

توں ای مختار چنّا ساڈی جند جان دا ایں
توں ای ذمہ دار ساڈے نفعے نقصان دا ایں
ایسے لئی تے کہنے آں خسارا دینا چھڈ دے

توڑ کے سارے رشتے ناطے ٹُر چلیا ایں
پیار مرے نوں بُھل بُھلا کے ٹُر چلیا ایں

جھوٹیا پیار دی پینگھ چڑھا کے
ڈور کٹی اُد اَدھ وِچ جا کے
کھوہ کے ساری عمر دے ہاسے ٹُر چلیا ایں
پیار مرے نوں بُھل بُھلا کے ٹُر چلیا ایں

خورے کس دِی گل توں مَن کے
بانہہ میری دیاں چوڑیاں بھن کے
رُس کے اَیویں گلے با تے ٹُر چلیا ایں
پیار مرے نوں بُھل بُھلا کے ٹُر چلیا ایں

ہجر فراق دے تیر چلا کے
جند ملوک تے ظلم کما کے
دِل نوں ہوکیاں دے دَس پا کے ٹُر چلیا ایں
پیار مرے نوں بُھل بُھلا کے ٹُر چلیا ایں

کیوں اکھیاں لا کے ٹر گئیوں وے

میں آس تری وچ بیٹھی آں
میں پیاس تری وچ بیٹھی آں
کجھ دس جا آکے اڑیا وے
کیوں مکھ پرتا کے ٹر گئیوں وے

توں سوہنیا! جھلی کیتا اے
وچ جگ دے کلّی کیتا اے
کیہہ روگ اولڑے لائے نی
کیوں چین گوا کے ٹر گئیوں وے

اس پیار توں پہلاں سکھی ساں
نہ ہوئی ایہنی ـــــ دکھی ساں
کیہہ دل توں رول کے بھیا ای
کیوں جند تڑفا کے ٹر گئیوں وے

دوگانا

لڑکا　　توں ایں مُندری تے سوہنیئے میں چھلا
 نی تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکی　　یاری توڑ چڑھاوے ساڈی اللہ
وے تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکا　　تیری تاہنگ میرے دل وِچ ہکدی
جویں کھڑ دے نیں پھل اودیں مہکدی
تیرا پیار سارے جگ توں اولاّ
توں ایں مُندری تے سوہنیئے میں چھلا
نی تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکی　　تیرا پیار میرے انگ انگ بولدا
کتیں مٹھا مٹھا رس پیا گھولدا
چھڈ جاویں نہ محبتاں دا پلا
یاری توڑ چڑھاوے ساڈی اللہ
وے تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکا
آجا دُکھڑے محبتاں دے پھولیئے
چُپ رہ کے اُویں جندڑی نہ رولیئے
دُکھ پھولاں گے تے ہووے گی تسلاّ
توُں ایں مُندری تے سوہنیئے میں چھلاّ

نی تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکی
دس پیار دے دُکھڑے کیہہ پھولاں میں
طعنے ماردے نیں لوکی جدوں بولاں میں
پیار کرنا نہیں جگ تے سکھلاّ
یاری توڑ چڑھاوے ساڈی اللہ

دے تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکا
تیری یاد میرے دِل دا سہارا اے
تیرا غم مینوں جان توں وی پیارا اے
لوکی کہندے نیں تینوں کہندے رہن جھلاّ
توُں ایں مُندری تے سوہنیئے میں چھلاّ

نی تیرا میرا جوڑ پھبیا

لڑکی
تیری دید بِناں پَل دی نہ جیواں میں
تیرے باجھ گُھٹ پانی دا نہ پیواں میں
دے میں پھَس گئی آں پیار وِچ کَلاّ
یاری توڑ چڑھاوے ساڈی اللہ

دے تیرا میرا جوڑ پھبیا

ماہیا

مرد پپلاں تے گوہلاں نیں

تیرے میرے پیار اُتے لوکاں کیتیاں چوہلاں نیں

عورت ککراں تے پھُل ماہیا

پُنتوں پنتوں کردی ہوئی تیرے پچھے گئی آں رُل ماہیا

مرد دو پتّر شتوتاں دے

ویکھ کتھوں لے کے آیا نی میں تحفے امرتاں دے

عورت دو پتّر کنیراں دے

ویکھ کتھوں لے کے آئی وے میں تحفے اج بیراں دے

مرد شالا نت خیر ہووے

منگاں میں دعاواں ایہو تیری نگری دی خیر ہووے

عورت جگ تے نہ ویر ہووے

جیہدے نال پیار ہویا اوہ کدی وی نہ غیر ہووے

ایہہ گیت پڑھ کے پڑھن والے دے اپنے باطن وچ نغمہ جیہا گونجدا رہندا اے۔ ریحانی دے گیت پڑھ کے جیہڑی خوشی مینوں ہوئی اے، اُمید اے باقی پڑھن والیاں نوں وی ہووے گی۔

میرزا ادیب
لاہور

رم جھم برستی بارشوں، خوشبو اور خنکی سے لبریز ہواؤں، سرشار پرندوں اور دھیرے دھیرے بہتے چشموں کا ترنم جب دو بے چین روحوں کے ہجر و وصال سے ہم آہنگ ہوتا ہے تو گیت تخلیق پاتا ہے۔ اس عہدِ سنگین و سناں میں جہاں ساری اقدار عدمِ تحفظ کا شکار ہیں اور پیار بھرے مکالمے کی بجائے گولیوں کی زبان میں باتیں ہوتی ہیں وہاں خوشی فتح ریحانی نے بنیادی انسانی جذبوں کو گیتوں کا روپ دے کر ایک نیک کام سرانجام دیا ہے کیونکہ انتشار اور فساد کو کم کرنے کا کوئی بھی عمل صدقۂ جاریہ ہے۔
خوشی فتح ریحانی نوجوان ہیں اور محبت سے معمور مہکتے شام و سحر کے ہمسفر ہیں۔
ان کے یہ گیت دلوں میں درد کی دولت عام کرنے کے ساتھ فنی اعتبار سے بھی لائقِ تحسین ہیں۔ ان کے تیور بتاتے ہیں کہ آگے چل کر یہ اُردو اور پنجابی زبان کی اس نظر انداز شدہ صنف کے مسیحا ثابت ہوں گے۔

مختار سعید
(سی۔پی۔یو)
پروڈیوسر ریڈیو پاکستان لاہور
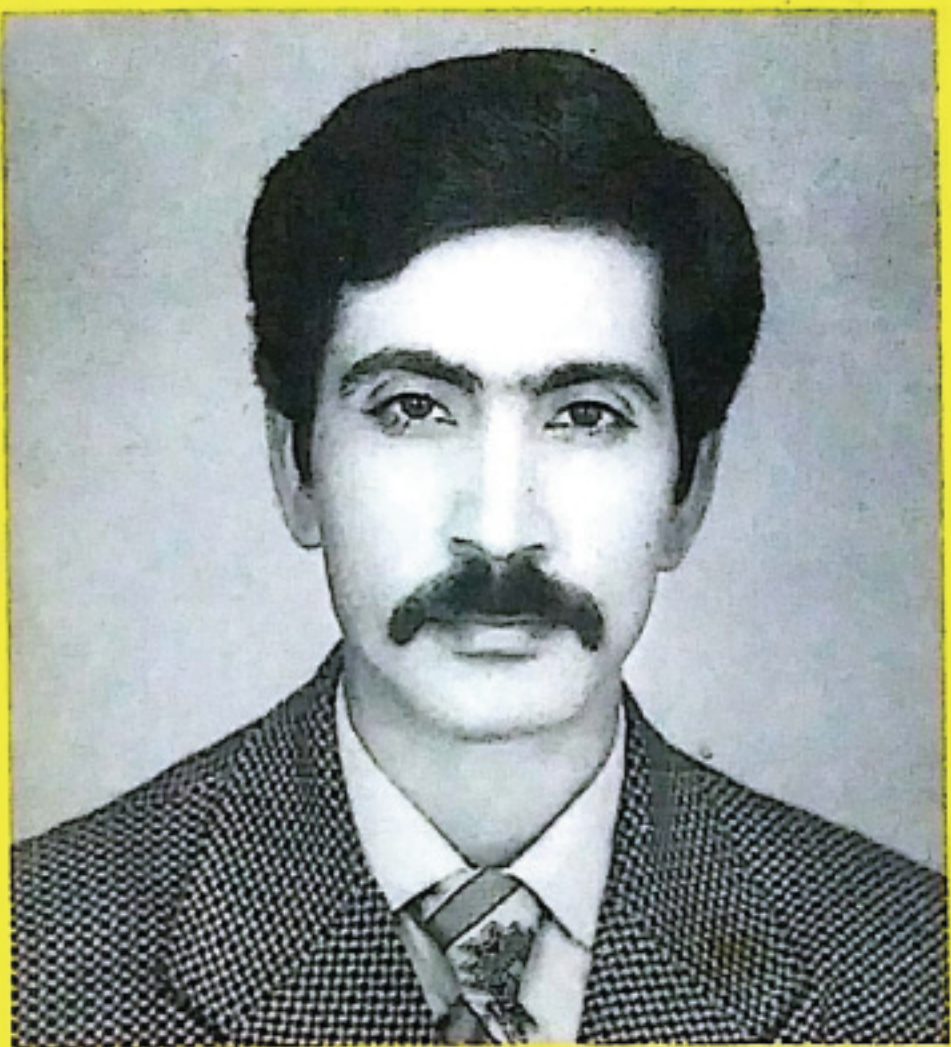
گیت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں جذبات اُس تال پر رقص کرتے یا نغمہ سرا ہوتے ہیں جسے دل کی دھڑکن مہیا کرتی ہے اور دل اُس تال پر دھڑکتا ہے جسے فطرت مہیا کرتی ہے۔ خوشی فتح ربحانی نے خالص گیت کی اسی فضا کو اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ آج کا دور سیاسی، سماجی، نسلی اور نظریاتی آویزش کا دور ہے جس نے شاعری کو اپنا دامن وسیع کرنے اور کبھی کبھی اُسے تار تار کرنے پر بھی مجبور کیا ہے۔ ایسے زمانے میں کسی صنفِ شعر کو اُس کی خالص اور فطری صورت میں پیش کرنا صرف اُسی صورت میں ممکن ہے جب شاعر اپنے جذبات کے ساتھ مخلص اور ہم آہنگ ہو۔ خوشی فتح ربحانی نے نہ صرف اپنے دل کی دھڑکن سے رابطہ قائم کر رکھا ہے بلکہ شہر کی طوفانی ہواؤں میں رہنے کے باوجود وہ ابھی تک فطرت سے ہم آہنگ ہیں۔ اسی لئے وہ گیت کو اُس کی کھری اور خالص صورت میں پیش کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو سکے ہیں۔

ڈاکٹر وزیر آغا